ابوالمعز عرفان الحق حقانی *

''سزائے موت'' کے قانون کا تعطل اور حکومت کے غیرت ایمانی کا امتحان

(یورپین ممالک کی اسلام اور انسان دشمنی کا شاخسانہ)

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

شریعت میں بعض سنگین جرائم کے ارتکاب پر سخت سزاوں کا تعین ہوا ہے جن کو حدود کہتے ہیں حدود،اللہ کی مقرر کردہ ایسی سزائیں ہیں جن کے معافی کا حق حضورﷺ کو بھی نہیں دیا گیا حدود پانچ ہیں (۱) حد قتل نفس (قصاص) (۲) حد زنا (۳) حد قذف (بہتان) (۴) حد شرب خمر (شراب نوشی) (۵) حد سرقہ (چوری)

بنی مخزوم قبیلہ کی ایک عورت فاطمہ پر حد سرقہ لازم ہونے پر حضورﷺ سے چوٹ دلانے کیلئے اسکی قوم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر بھیجا تو حضور اقدسﷺ نے غصہ ہوکر اس کو کیا خوب جواب دیا اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی یہ عمل کرتی تو اس کی سزا بھی یہی (ہاتھ کٹنا) ہوتی (کما فی حدیث عائشۃؓ فی البخاری والمسلم) یعنی آپﷺ حد کے سلسلے میں کسی قسم کے فرق اور رتبے کے لحاظ رکھنے کا روادار نہ تھے۔ مغربی اقوام اور اسلام دشمن عناصر نے ہمیشہ حدود پر شور وواویلا مچانے کا وطیرہ اپنائے رکھا ہے یہ سزائیں شریعت کے دلائل و براھین کے ساتھ ساتھ عقلی اور فطرتی تقاضوں سے بھی ھم آہنگ ہیں ان ہی کے اجرا سے ایک معاشرہ امن و امان کا گھوارہ بنتا ہے اسی کی بدولت ایک شخص کی جان و مال اور عزت وابرو محفوظ ہوتی ہے مثالی اور کامیاب اسلامی حکومتوں کا راز ان حدود کی تنفیذ میں مضمر ہے جو مغرب کو ھضم نہی ہوتی۔

حد کا نفاذ سزاءِ مجرم بھی اور دیگر لوگوں کیلئے نشان عبرت بھی:

حد (سزا) کے نفاذ سے ایک طرف مجرم کو اس کے بدعملی کی سزا مل جاتی ہے تو دوسری طرف پورے معاشرے کے لئے وہ درس عبرت بن جاتا ہے حدود ہی کی برکت سے معاشرے میں جرائم کی بیخ کنی ہوتی ہے

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے نفاذ کی برکات چالیس سال کی بارش سے بھی بڑھ کر ہے۔

سزائے موت کے قانون کے خاتمہ کی تحریک:

یورپ اور مغرب کا لادین طبقہ مسلم معاشرے میں بالخصوص اور ویسے بالعموم جرائم کی قلع وقمع برداشت نہیں کرتے اسی بنا پر وہ اسلامی نظام کے ان بنیادی دفعات (حدود) پر ضرب کاری لگا کر اسلامی دنیا کے سکھ وچین کے درپے نظر آتے ہیں دشمن تو دشمن ہمارے اپنے حکمران (مغرب پرورده) اور جدت پسندی کا ڈسا ہوا اشرافیہ طبقہ بھی ان کا ہمنواء وہمقدم نظر آتا ہے، گزشتہ ایک عرصے سے دنیا میں سزائے موت کے قانون کو ختم کرنے کی تحریک چل رہی ہے درحقیقت اس کے پس پردہ بھی اسلام اور حدود اللہ کی دشمنی کارفرما ہے قصاص کا قانون قرآن وسنت کے مسلمہ دلائل سے ثابت ہے یا یھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص (الایۃ) اور وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس (الایۃ) وغیرہما ایات اسی پر دلالت کرتیں ہیں قصاص کو قرآن پاک میں زندگی قرار دیا گیا ولکم فی القصاص حیاۃ یعنی قصاص ہی کے طفیل زندگی محفوظ ہو کر پھلتی پھولتی ہے قاتل کو سزا دینے کا قانون معطل یا منسوخ کرنا معاشرے میں لاقانونیت اور بدامنی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے دنیا بھر میں جہاں جہاں یہ قانون رائج ہے وہاں اکا دکا واقعات کو چھوڑ کر امن وامان کا دور دورہ نظر آئے گا، افغانستان کی مثال لے لیجئے جہاں لوٹ مار خون وکشتہ کا بازار گرم تھا طالبان دور حکومت میں چند حدود قائم کی گئیں تو یکدم معاشرہ محفوظ ہو کر مثالی بن گیا سعودی عرب کی ترقی بھی اسی میں مضمر ہے۔ اسلامی دنیا ہی میں نہیں بلکہ دیگر غیر مسلم ممالک میں بھی یہ قانون صدیوں سے نافذ العمل چلا آرہا ہے جملہ ادیان میں خون ناحق کی سزا موت قرار دی گئی اور فطرت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ الجزاء من جنس العمل جو کچھ کرے گا وہی بھگتے گا اگر بدن کے کسی حصے میں مرض اس حد تک سرائت کر جائے کہ اس جگہ کو بالکل فاسد کر دے تو پھر ڈاکٹر بتقاضائے شفقت ورحمت مریض کے باقی جسم کو محفوظ بنانے کیلئے اسے کاٹ کر رکھ دیتا ہے یہی مثال حد کی بھی ہے حد جاری کرنا تو صاحب حق کے حق کا تحفظ ہے اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہے۔ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے قاتل کے ساتھ انسانی حقوق کے دلفریب نعرہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں لیکن کیا وہ دوسری طرف مظلوم (مقتول) کے حق کو بالائے طاق رکھ کر ختم نہیں کرتے۔ اس عقل وفکر پر تو رونا ہی چاہیے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

قاتل کو سزا سے بچانے کا واحد راستہ شریعت نے یہ بیان کیا ہے کہ مقتول کے ورثاء محض اللہ کی رضا کے خاطر اسے معاف کر دیں یا قصاص کے بجائے خون بہا (دیت) لینے پر راضی ہو جائے۔ انسانی قانون میں نقص وزیادتی کا احتمال ہوتا ہے لیکن خالق کا قانون کمال وجامعیت پر مبنی ہوتا ہے اس پر انگلی اٹھانے کی گنجائش قطعاً نہیں ہوتی۔

سزا نہ دینا ظلم اور انتقام کو پروان چڑھانا:

قاتل کو سزا نہ دینے سے انتقام کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور خون ریزی کا مرض بھی پھیلتا جاتا ہے سزائے موت کے قانون کا تعطل یا خاتمہ ظالم کی صف میں کھڑے ہو جانے کا معنی رکھتا ہے۔ حالانکہ عقل و شریعت اخلاق و قانون سب کا تقاضہ یہ ہے کہ ظالم کا ہاتھ ظلم سے روکا جائے اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ طاقت وقوت کے بل بوتے پر ظالم وہ سب کچھ کر بیٹھے جو اس کا جی چاہے اور پھر اس سے کچھ بھی تعارض نہ کیا جائے یہ تو بہمیت اور شر کی حمایت ونصرت ہی ہے۔ تیسری دنیا کے کمزور وغریب ممالک کی امداد اس شرط کے ساتھ معلق کر دینا کہ وہ سزائے موت کے قانون کا خاتمہ کر کے دکھائے (آخر یہ کہاں کا انصاف ہے) ورنہ تو ان کے ساتھ تجارتی اور مالی بائیکاٹ کیا جائے گا یہ سب یورپی یونین کا نعرہ (باطل) ہے ابلیس اور دجال کے پیروکار وحامی یورپ اور مغرب اس دنیا کو جہنم کدہ بنانے پر متفق ہو گئے ہیں۔ کفر سے خیر کی توقع رکھنا تو حماقت ہے ہی لیکن یہ وطن جو اسلام کے نام پر اور لا الہ الا اللہ کے نعرے کی برکت سے آزاد ہوا۔ یہاں بھی گذشتہ زرداری حکومت کے دوران پانچ سال تک اس الٰہی قانون قصاص کے عمل درآمد کو روکے رکھا گیا پھر اس کی ظاہری تاویل یہ کی گئی کہ پاکستان میں سزائے موت اٹھائیس قسم کے جرائم پر دی جاتی ہے اس پر جائزہ لیا جا رہا ہے کہ کس جرم پر یہ انتہائی سزا دی جاسکتی ہے اور کس پر نہیں۔ اگر بالفرض اس بہانے کو مان بھی لیا جائے تو پھر سوال یہ ہے کہ گذشتہ پانچ چھ سال سے اس پر کتنا غور وتحقیق کیا گیا جواب زیرو (صفر) ہو گا بس بات کھل کر سامنے آگئی کہ اس کے پیچھے یورپ کی گھناؤنی سازش اس قانون کا خاتمہ کارفرما ہے

تصویر کا دوسرا رخ توہین رسالت اور رجم کی سزاؤں سے بھی انحراف:

سزائے موت کے قانون کے خاتمے کی آڑ میں دبے پاؤں قصاص، ارتداد، توہین رسالت اور رجم وغیرہ کی سزاؤں سے بھی انحراف نظر آرہا ہے یہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے شریعت جس جرم کے لئے یہ انتہائی سزا مقرر کرتا ہے اس میں کسی قسم کی لیت ولعل (پس وپیش) جائز ہی نہیں۔

قرآن وحدیث کی رو سے قتل کی سزا موت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان سورۃ بنی اسرائیل میں ہے "ولا تقتلو النفس التی حرم الله الا بالحق ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطاناً فلا یسرف فی القتل انه کان منصوراً"۔ قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق دیا ہے پس چاہیے وہ قتل میں حد سے تجاوز نہ کرے اسکی مدد کی جائے گی۔ امام مسلم نے اپنی کتاب میں حضرت

ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دیگر ارشادات کے ساتھ فرمایا کہ اگر کوئی شخص ناحق قتل کر دیا جائے تو مقتول کے ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قاتل سے خون بہا وصول کر کے اسے معاف کر دے یا اپنے مقتول کے بدلے میں اسے قتل کرنے کا مطالبہ کرے۔

حکومت وقت کی بے حمیتی سوالیہ نشان:

نواز شریف جسے عام طور پر دائیں بازو کا علمبردار جانا جاتا ہے اس کی حکومت میں وزارت داخلہ کے ایک ترجمان نے بڑی بے باکی سے اعلان کیا کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گذشتہ پانچ سال کی طرح آئندہ کیلئے بھی پاکستان میں سزائے موت کو معطل رکھا جائے گا اور اس اعلان کی وجہ یہ قرار دی گئی کہ حکومت نے بین الاقوامی دنیا کے ساتھ کچھ معاہدے کیے ہیں۔افسوس صد افسوس! کہ تجارت و منفعت دنیا (ڈالروں کا حصول) ہمیں اللہ کے قانون کے تعطل کی طرف لے جا رہا ہے گویا ہم اپنے ایمان کا سودا کر رہے ہیں اولٓئک الذین اشتروا الضللة بالھدی فما ربحت تجارتھم ہم ایسی تجارت' امداد اور یورپین کونسل کی ممبری پر لعنت بھیجتے ہیں جس میں ہمارا قبلہ اور کعبہ اور دین و ایمان داؤ پر لگے۔و لا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا میں اسی بات کو سمجھایا گیا ہے۔

ایسا کرنا یقیناً عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ یہ تو قاتلوں، ٹارگٹ کلرز، دین سے پھرنے والوں اور ناموس رسالت کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو کھلی چھٹی دینا ہے۔دنیا کے ہر قانون کی رو سے یہ ظلم کا علم بلند کرنا ہے۔حکمرانوں کو چاہیے کہ پوری دنیا پر نظر ڈالیں آج بھی درجنوں ممالک میں یہ قانون رائج ہے چین اور امریکہ جیسے سیکولر ممالک بھی اس کے خاتمے کے روادار نہیں۔افسوس کے عدل انصاف کے ٹھیکہ دار، ایمنسٹی انٹر نیشنل، یو این او، اور نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار ادارے اس طرح سے جرم اور مجرم کی پشت پناہی کو اپنا وطیرہ بنائے ہوئے ہیں اور دن کو رات ......اور رات کو دن ۔۔کا نام دے کر دنیا کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ ع خرد کا نام رکھ دیا جنوں اور جنوں کا نام خرد

تمام دردمند مسلمان بھائیوں، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے پیروکاروں اور اسلامی تحریکوں سے وابستہ افراد سے گزارش ہے کہ اس خلاف شرع امر کو روکنے کے لئے اپنی توانیاں بروئے کار لائیے اور اپنی جماعتی ایجنڈوں میں اس بات کو سرفہرست رکھ کر حکمرانوں کی بے دینی و بے حمیتی کو طشت از بام کریں۔مسلمان حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ انکی ایمانی غیرت کس حد تک انہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے ورنہ اس طرز عمل سے وہ دین و دنیا اور آخرت سب کچھ ہی گنوا دیں گے العیاذ باللہ۔

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ■ ■ ■